جمعیۃ کی نئی رکن سازی مہم: مقاصد و اہداف

از قلم:

حافظ نصیر احمد احرار

(سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پنجاب)

شیخ الہند اکادمی گوجرانوالہ

جمعیۃ کی نئی رکن سازی مہم

مقاصد واہداف

از قلم:

حافظ نصیر احمد احرار

(سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پنجاب)

شیخ الہندؒ اکادمی گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام پمفلٹ: جمعیۃ کی نئی رکن سازی مہم: مقاصد واہداف

ازقلم: حافظ نصیر احمد احرار (سیکرٹری جنرل جے یو آئی پنجاب)

باہتمام: حافظ خرم شہزاد

ناشر: شیخ الہندؒ اکادمی گوجرانوالہ

رابطہ: 0333-8214981

پیش لفظ

بسم اللہ والصلوٰہ والسلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امابعد

رکن سازی مہم جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی تاریخی روایت اور جماعت کا دستوری تقاضا ہے، مخصوص مدت کے بعد شروع ہونے والی مہم قدیم ارکان کی تجدید رکنیت اور نئے افراد کی جماعت میں شمولیت جیسے مقاصد پر مشتمل ہوتی ہے۔اس طرح یونٹ سے لیکر مرکز تک نئی قیادت کا انتخاب بھی عمل میں آتا ہے۔ جو کئی صبر آزما مراحل پر مشتمل ہوتا ہے۔

رکنیت سازی کی اہمیت و مقاصد کے حوالے سے راقم الحروف نے کئی سال پہلے ایک مضمون لکھا تھا، جو ماہنامہ الجمعیۃ راولپنڈی میں شائع ہوا تھا۔حالیہ رکن سازی مہم کی مناسبت سے اسی تحریر کو برادرِ مکرم حافظ خرم شہزاد صاحب نے تلاش کر کے ازسرنو مرتب کیا اور افادۂ عام کے لیے پیش کر دیا ہے، امید ہے جماعتی ساتھی اس سے استفادہ کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم حالیہ رکن سازی مہم کو پہلے سے زیادہ کامیاب فرمائے، آمین یارب العالمین

حافظ نصیر احمد احرار

08-06-2024 (سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پنجاب)

جمعیۃ کی نئی رکن سازی مہم: مقاصد واہداف

حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر تھے، خاندانی نسبت اور علمی و روحانی مقام میں بھی اپنی انفرادی شان رکھتے تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کے سرکردہ رہنما، مؤرخ ملت حضرت مولانا محمد میاںؒ کے صاحبزادے، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز اور پاکستان میں بے شمار علماء کے استاد ومربی تھے، کسی شخص نے مولانا حامد میاںؒ سے سوال کیا کہ دنیا میں اللہ کی رضا اور تائید کس جماعت کے ساتھ ہے، یہ پہچاننے کے لیے ہمارے پاس کیا معیار ہوگا؟

مولانا حامد میاں رحمہ اللہ نے فرمایا: وحی کا سلسلہ تو بند ہو چکا جو آ کر یہ بتائے کہ تائید الٰہی کس کے ساتھ ہے البتہ بزرگانِ دین نے اس کا یہ معیار ذکر کیا ہے کہ وقت کے اہل اللہ کی تائید جس کے ساتھ ہو جائے تو سمجھ لو اللہ کی تائید بھی اس جماعت کے ساتھ ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کی تشکیل، تاریخ اور ملک گیر تنظیمی حالات پر غور کیا جائے تو مولانا سید حامد میاں قدس سرہ کے اس قول سے ہمیں ایک خاص قسم کی روحانیت وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے اہل علم واہل اللہ کی توجہات عالیہ کا نہ صرف مرکز ومحور ہے بلکہ لاتعداد مشائخ، علماء اور علمی وروحانی سلسلوں کے مقتدا وامام جمعیۃ علماء اسلام کے تنظیمی عمل سے وابستہ ہیں اور اس کے طریقہ کار ولائحہ عمل سے متفق اور اس کے پروگرام کے داعی ہیں۔ یہ بات جمعیۃ علماء کے لیے باعث افتخار اور اعزاز ہے بلکہ کارکنان جمعیۃ کے لیے سرمایہ نجات بھی۔

جمعیۃ کی ان خصوصیات اور امتیازات کی وجہ سے ہر دور کے اکابر نے ہمیشہ جمعیۃ سے وابستگی اختیار کی اور جمعیۃ کی تعمیر وترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خوش قسمتی سے جماعتی تاریخ میں اب پھر ایک موقع آ گیا ہے کہ جماعتی دستور کی روشنی میں جمعیۃ علماء اسلام کی بنیادی یونٹ سے لے کر مرکزی سطح تک تشکیلِ نو کی جائے اور نظم وضبط میں معیار واقدار کو سامنے رکھتے ہوئے جماعت کی تعمیر وترقی کے لیے بہترین لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے جماعتی روایات کے مطابق ملک بھر میں رکن سازی مہم کا اغاز کیا جا رہا ہے اور اس مہم کو بارآور وکامیاب بنانے کے لیے نظماء انتخابات کے تقرر کا عمل بھی

شروع ہے۔

یہاں پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ رکن سازی ہماری جماعتی تاریخ کی قدیم روایت ہے، لیکن دورِ حاضر کی جدت، ترقی اور دیگر جماعتوں کی تشکیل و ترتیب پر غور کیا جائے تو تنظیم آج کے دور میں ایک سائنس کی شکل اختیار کر گئی ہے یہ ایک پیچیدہ، ذمہ دارانہ اور حساس ترین عمل ہے جس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے بہت سی احتیاطی تدبیروں، پُرمغز فیصلوں اور اہم اقدامات کے اہتمام کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے اس سوال پر غور کرنا چاہیے کہ آخر ہمیں ضرورت کیوں پیش آئی ہے کہ ہم ہر پانچ سال بعد جماعتی نظم کی تشکیل نو کریں اور تمام سطح کی تنظیموں کو از سرنو ترتیب دیں؟ ظاہر بات ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام شورائی جماعت ہے، ملک میں شورائی نظام کی حامی اور داعی ہے (جسے عرف عام میں جمہوریت کہا جاتا ہے) تو اس جمہوریت اور شورائیت کا تقاضا ہے کہ جماعت کا نظم اور اس کی قیادت کارکنانِ جماعت کی خواہش اور رائے کے عین مطابق ہو۔ تبھی ان کا اعتماد قیادت پر پختہ ہو سکے گا اور قیادت کارکنان جماعت میں موثر ہو سکے گی۔

جب جمعیۃ علماء اسلام نے ملک کے اجتماعی نظام کے لیے جمہوری کلچر کو پسند کیا

ہے تو اس نے اپنے اندرونی نظم اور جماعت کی تشکیل میں بھی انہیں جمہوری یا شورائی روایات کو فروغ دیا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام بلاشبہ ملک بھر کی تمام سیاسی جماعتوں میں اپنے اس جمہوری کلچر اور شورائی روایات کی وجہ سے ممتاز بھی ہے اور منفرد بھی۔ ملک کی واحد جماعت جو اپنے قیام کے دن سے اب تک اس روایت پر چلتی آ رہی ہے اور ہمیشہ اس کی قیادت کے انتخاب اور نظم کی تشکیل میں یہی روایت زندہ رہی ہے اور کبھی اس میں تعطل نہیں آیا، یہاں تک کہ مارشل لاؤں کے ادوار میں بھی جمعیۃ کی تنظیمی رکن سازی اور انتخابات ہوتے رہے۔ ملک کی کوئی دوسری جماعت ایسی شاندار روایات کی نہ مثال پیش کر سکتی ہے اور شاید نہ ہی ایسی روایات کی متحمل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ان شاندار روایات کو ہمیشہ کی طرح تابندہ رکھنے کے لیے ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے کہ رکن سازی مہم کامیاب بھی ہو، جماعت کی تعمیر و ترقی کا سبب بھی بنے اور دوسری جماعتیں اس مہم کی خوبصورتی وخصوصیات سے متاثر ہو کر جمعیۃ علماء اسلام کی انفرادیت وعظمت کا اعتراف کر سکیں۔

یہ تمام چیزیں تبھی ممکن ہو سکیں گی جب رکن سازی مہم کے ذمہ داران اس مہم کے مقاصد، طریقہ کار اور اہداف کو اپنے کارکنان کے سامنے موثر طریقے سے پہنچا سکیں اور ان

کواس مہم کی کامیابی پر آمادہ کرسکیں۔

راقم کے خیال میں رکن سازی کا مقصد محض زیادہ سے زیادہ فارم پُر کرنا، فیس وصول کرنا نہیں اور نہ ہی فارموں کے اعداد وشمار کی جادوگری میں پڑ کر جماعتی عہدوں کی تگ ودو میں پڑنا اور حصولِ منصب کی دوڑ میں شامل ہونا ہے۔ بلکہ رکن سازی مہم سے ہم بنیادی طور پر کئی مقاصد حاصل کرسکتے ہیں۔

مقصد اول

قدیم ساتھیوں کے لیے رکن سازی ایک تجدید عہد ہے کہ وہ سابقہ دور میں کی گئی اپنی جد وجہد پر نظر ڈالیں اور اپنی کمی کوتاہیوں پر غور کرتے ہوئے ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ماضی کے حالات کو دیکھتے ہوئے اپنے مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرتے وقت اپنے اندر ایک نیا ولولہ، نیا جذبہ اور نئی امنگ پیدا کریں۔

ہر شخص جماعت کا فارم پُر کرتے وقت اپنے آپ کو پرکھے کہ کیا تنظیمی زندگی میں جس اخلاص اور محنت کی ضرورت تھی میں نے دورِ ماضی میں کما حقہ اس ضرورت کو پورا کیا ہے یا نہیں۔ جماعت سے وابستگی کے جو تقاضے مجھ پر لازم تھے میں ان تقاضوں کو پورا کرتا رہا ہوں یا نہیں۔ جماعتی ساتھیوں نے مجھ پر جو ذمہ داری عائد کی تھی میں نے دیانتداری

اوراخلاص سے اس ذمہ داری کو نبھایا ہے یا نہیں۔ میرے قول وعمل سے اب تک جماعت کو کس قدر فائدہ پہنچا ہے اور کتنا نقصان ہوا ہے؟

غرضیکہ قدیم رکن جماعت کی نئی تنظیم سازی میں حصہ لیتے ہوئے یہ سوچ کر اپنا احتساب کریں کہ نئے آنے والے ساتھیوں کے لیے میری ذات آئیڈیل ہو اور کہیں ایسا نہ ہو کہ میری ماضی کی کوتاہیوں کا تسلسل جماعت کے مقاصد کے حصول میں رکاوٹ بن جائے اور میری ذاتی کمزوریوں کی وجہ سے جماعت اپنے نصب العین کو نئی نسلوں میں منتقل کرنے میں ناکام رہے لہٰذا قدیم ارکان کے لیے یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ وہ رکنیت فارم پُر کرتے وقت اپنی نیت درست کریں، اپنے دل و دماغ کو اپنے نفس اور خواہشات کے تابع کرنے کی بجائے اخلاص کے دامن کو تھامیں اور رب ذوالجلال کو حاضر ناظر جان کر تجدیدِ عہد کریں کہ وہ ماضی میں ہونے والی خطاؤں سے بچتے ہوئے پورے اخلاص اور للٰہیت سے جماعت کے پروگرام کی ترویج واشاعت میں کردار ادا کرنے کے لیے اس کے تمام تر قواعد وضوابط اور مقاصد کو قبول کرتے ہوئے رکنیت قبول کر رہے ہیں۔

مقصد ثانی

رکن سازی کا دوسرا مقصد ناراض لیکن مخلص ساتھیوں کو بیدار کرنا ہے جو پُرخلوص جذبات

سے مغلوب ہو کر یا حالات کے جبر کا شکار ہو کر کسی نہ کسی طرح جماعت سے عملاً الگ ہو کر انفرادی طور پر بے لطف و بے کیف زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ میری مراد قطعاً وہ ساتھی نہیں جو خود غرضی، تعصب و حسد اور بغض و کینہ کی بنیاد پر جماعت سے علیحدگی اختیار کیے ہوئے ہیں اور اپنی فطرت سے مجبور ہو کر جماعت کے ذمہ داروں کے راستوں میں کانٹے بچھانے اور سنگ راہ بننے میں مشغول رہتے ہیں، ایسے لوگ جماعت کے لیے زہرِ قاتل اور تنظیم کی تباہی کا سامان کرتے ہیں۔ جماعتی لوگوں کا ان سے دور رہنا اور ان کے مکر وفریب سے جماعت کو بچانا بہت ضروری ہے۔ ہاں ایسے ساتھی جن کا دل جماعت کے لیے دھڑکتا ہے اور جن کے خیالات وتصورات میں جماعت کی خیر خواہی اور ترقی کے منصوبے پیش نظر رہتے ہیں لیکن وہ حالات کے جبر سے مجبور ہو کر یا اپنے نجی اور ذاتی مسائل کا شکار ہو کر جماعت کے نظم سے دور ہیں ان ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور انہیں نئی امید اور نئی آس دلا کر جماعت کے ماحول میں لا کر ان کو عملی جدوجہد سے وابستہ کرنا اور ان کے تجربات ومشاہدات سے استفادہ کرنا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جماعت کے متعلقہ ذمہ داران کے فرائضِ منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ وہ ان ساتھیوں سے ملاقات کریں، ان کے شکوہ شکایات اور شکوک وشبہات اور اشکالات کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش

کریں، ان ساتھیوں کا جماعتی نظم سے وابستہ ہو جانا انشاءاللہ جماعتی قوت و ترقی میں اضافے کا سبب ہوگا۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ جمعیۃ کی دعوت کا میدان محض دینی و علمی حلقے نہیں ہیں بلکہ ہر وہ شخص جو ملکِ پاکستان کا خیر خواہ، دینِ حنیف سے رغبت رکھتا اور پاکستان کا پرامن شہری ہے، جمعیۃ کی دعوت کا مستحق ہے۔ ہماری مہم کی اصل کامیابی یہی ہے کہ ہم عامۃ الناس میں مختلف مکاتبِ فکر اور حلقوں تک اپنے پیغام کو پہنچائیں تا کہ ہر مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد جمعیۃ علماء اسلام کے کارواں میں شامل ہو کر ہمارے شانہ بشانہ چلیں۔

رکن سازی مہم اصل میں تنظیم سازی کا مشکل ترین اور صبر آزما مرحلہ ہے جس میں نئے لوگوں کی آمد بھی ہے اور پرانے ساتھیوں کی تجدید بھی۔ اس مرحلے میں آنے والے مسائل اور پیش آمدہ مشکلات کا حل تبھی ممکن ہو سکے گا جب متعلقہ نظماء دیانتداری، امانت و خلوص اور احتیاط و تدبر کے راستے پر گامزن ہوں گے ان کے حسنِ تدبر اور دیانت و امانت کے نورانی اثرات آنے والی جماعت اور تشکیل پانے والی تنظیم خود بخود محسوس کر سکے گی اور اگر خدانخواستہ رکن سازی مہم میں تعصب و نفرت اور اختلاف یا جانبداری کی آلائشیں شامل ہو گئی تو پھر تشکیل پانے والی جماعت ان امراض کے گندے جراثیم سے ایسی متاثر ہو گی کہ

الامان والحفیظ۔لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نظماء انتخابات کا تقرر معیار، دیانت،شرافت اور حسنِ اخلاق کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ اس عمل میں مقرر ہونے والے اشخاص کی عملی کارکردگی ہی اصل میں آئندہ جماعت کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔

دورِ جدید میں تنظیم سازی کے مراحل خالصتاً تکنیکی اور حساس معاملات ہیں، وہ ذمہ داری اس میں کامیابی حاصل کر پائے گا جو اعصاب کی مضبوطی اور تنظیمی معاملات کی باریکیوں سے بخوبی واقف ہو۔نظم،انتظام اور مینجمنٹ آج کے دور کا ایک علم اور ہنر ہے، دنیا کی ترقی اور تیز رفتاری کو سامنے رکھتے ہوئے رکن سازی مہم کو ایسی ٹیم اور افرادِ کار کی ضرورت ہے جو ان راہوں کی مشکلات سے بخوبی واقف اور عملاً آزمودہ کار بھی ہو، ورنہ ناپختگی، حکمت وتدبر کی کمی اور تنظیم سازی کے مراحل کے ناآشنائی کے نقصانات کا ازالہ شاید آئندہ پانچ سالوں میں بھی نہ ہو سکے گا۔کون نہیں جانتا کہ ناظمِ انتخاب کا طرزِ عمل جماعت کو مضبوط اور پائیدار بنیاد فراہم کرسکتا ہے اور ناظم انتخاب کا ہی طرزعمل جماعت کی نو تعمیر شدہ عمارت کو ایسا ویران کھنڈر بنا سکتا ہے کہ پھر اس پر کوئی حسرت کارآمد نہیں ہوتی۔

رکن سازی مہم کی کامیابی کا معیار اس کے طریقہ کار اور نظماء کی ترجیحات پر ہے۔کیا زیادہ سے زیادہ تعداد میں فارم بھر کے کاپیوں کے انبار لگا دینا اور بڑی بڑی مجالس

عمومی قائم کردینا ہی اصل کارکردگی ہے؟ یقیناً نہیں۔

کامیابی کا اصل معیار تعداد نہیں معیار ہے۔ بہت بڑی جماعت تشکیل نہ پائی جائے، محدود ارکان ہوں لیکن اتفاق اور اخلاص کی برکت سے مالا مال ہوں اور نظریاتی و جان نثار ہوں۔ یہ چند افراد ہی ان شاء اللہ ہزاروں پر بھاری ہوں گے۔ امید ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن اور ذمہ دار یقیناً اس حساس اور نازک مرحلے پر کسی ایسی حرکت یا عمل کے مرتکب نہ ہوں گے جو جماعت کی تاریخ، روشن روایات اور نورانی ماحول کو داغدار کرنے کا سبب بنے۔

آیئے! عہد کریں، جماعت کی رکن سازی مہم کو ہر ممکن طور پر کامیاب بنائیں گے اور تعصب و تنگ نظری سے دامن بچا کر محض رضائے الٰہی کے حصول اور جماعتی ترقی کے لیے جماعت کی دعوت کا پرچم لے کر نگر نگر گھومیں گے اور ایک ہی بات کہیں گے:

جمعیۃ کی دعوت جمعیۃ کا پیغام

خدا کی زمین پر خدا کا نظام

(ماہنامہ الجمعیۃ، نومبر 2013ء)